OPEN ACCESS
Al-Qālam القلم
P-ISSN: 2071-8683; E-ISSN: 2707-0077
Volume 31, Issue, 1, 2026
http://alqalamjournalpu.com/

سورۂ یوسف میں سقایہ اور صواع کی تفسیر: مولانا وحید الدین خانؒ اور جاوید احمد غامدی صاحب کی تفسیری آرا کا جمہور مفسرین واہل لغت کی آرا کی روشنی میں تقابلی جائزہ

An Interpretation of "Ṣūqāyāḥ" and "Ṣūwāʾ" in Ṣūrah Yūṣūf: A Comparative Study of the Exegetical Views of Maulana Wahiduddin Khan and Javed Ahmad Ghamidi in Light of the Views of Traditional Commentators and Lexicographers

Ubaid Ullah Khan
Lecturer Islamic Studies, FG Inter College, Batkhela, Pakistan

Abstract

KEYWORDS:

Ṣūřā āl-Yūṣūf , Ṣūqāyāḥ, Tafsir, consequence, Ṣūwāʾ , Farahi

Date of Publication:
14-08-2026

Ṣūřā āl-Yūṣūf, twelfth chapter of the Quran, has always been the focus of traditional and modern exegetes alike due to its historical and linguistic significance. Traditional exegetes have mostly held a unanimous view of the story of the prophet Yūṣūf and his brother Benjamin, which is; the prophet Yūṣūf held his brother Benjamin by ordering secretly his servants to hide his goblet which also served as a standard royal measure for grains, in the belongings of Benjamin. Contrary to this view certain contemporary scholars have defied this opinion by adopting a nuanced view of the story. In their opinion, prophet Yūṣūf didn't secretly hide his goblet (Ṣūqāyāḥ) in the belongings of Benjamin. Rather prophet Yūṣūf had gifted his drinking cup (Ṣūqāyāḥ) to the Benjamin as a souvenir. When Benjamin and his brothers left, incidentally royal servants also found the royal measure or Sāʿ missing. As a result royal servants searched Benjamin and his brothers and found Ṣūqāyāḥ gifted by prophet Yūṣūf in Benjamin's belongings. As a consequence prophet Yūṣūf got a valid reason to held Benjamin apart from his other stepbrothers. Though the

Sāʿ remained missing and wasn't found according to their understanding.

تعارف

سورۂ یوسف قرآن مجید کی بارہویں صورت ہے اور مکمل طور پر حضرت یوسفؑ کے قصے پر مشتمل ہے۔اس سورت کی اہمیت کا اندازہ خود قرآن مجید میں اسے 'احسن القصص'[1] قرار دینے سے ہوتا ہے۔حضرت یوسفؑ حضرت ابراہیمؑ کے پڑپوتے اور حضرت یعقوبؑ کے صاحبزادے تھے۔قرآن مجید میں حضرت یوسفؑ کا ذکر چھبیس آیات میں آیا ہے۔ جن میں سے چوبیس سورہ یوسف اور ایک ایک مرتبہ سورہ انعام اور سورہ مومن کی آیات میں آپ کا ذکر وارد ہوا۔ حضرت یوسفؑ کا اعزاز ہے کہ قرآن مجید کی ایک مکمل سورت آپؑ کے نام پر ہے جس میں آپؑ کا مکمل قصہ بیان ہوا ہے جو اپنے اندر بے شمار مواعظ واحکام کا خزینہ ہے۔

ویسے تو قرآن سارا ہی ایسا بحر ذخار ہے کہ مفسرین، اہل لغت واہل فقہ وکلام صدیوں سے اس سے علمی جواہر نکالتے آرہے ہیں مگر حدیث(لَا تَنْقَضِي عَجَائِبُهُ)[2] کے مصداق اس کے عجائب مسلسل ظاہر ہورہے ہیں۔قرآن مجید میں سورہ یوسف، حضرت یوسفؑ اوران کے بھائیوں کے پراثر واقعے، اپنے دلنشین اندازِ بیان اور تفسیری نکات کے باعث ایک مخصوص مقام رکھتی ہے۔ اسی طرح اس سورۃ میں حضرت یوسفؑ اور بنیامین کا واقعہ بھی اپنے تفسیری نکات کی وجہ سے اہمیت کا حامل ہے۔اس واقعے کے دیگر تفسیری نکات کے ساتھ اہم نکتہ سقایہ اور صواع کی تفسیر ہے۔ سقایہ اور صواع کی تفسیر میں بیشتر قدیم وجدید مفسرین کی آرا خاصی حد تک مشترک ہیں، جن کے مطابق یوسفؑ نے بنیامین کے سامان میں اپنا پانی کا پیالہ یا برتن رکھا تھا جسے بعد ازاں برآمد کرکے یوسفؑ نے بنیامین کو اپنے پاس رکھ لیا تھا۔اس ایک ہی برتن کو قرآن میں سقایہ اور صواع، یعنی پیمانہ کہا گیا ہے۔

تاہم جمہور کی رائے کے برخلاف مولانا وحید الدین خانؒ اور جاوید احمد غامدی صاحب، سقایہ اور صواع کو علیحدہ علیحدہ اشیا قرار دیتے ہوئے جمہور کی رائے سے اختلاف کرتے ہیں۔ان حضرات کے اس اختلاف کا حاصل دراصل یوسفؑ اور بنیامین کے واقعے سے متعلق ایک بالکل مختلف تفسیری نقطۂ نظر کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ جہاں ایک طرف جمہور مفسرین حضرت یوسفؑ کے اس عمل کو اللہ کے حکم پر مبنی قرار دیتے ہوئے یعقوبؑ کی آزمائش کی تکمیل کا ایک مرحلہ قرار دیتے ہیں۔ وہیں مولانا وحید الدین خانؒ اور جاوید احمد غامدی صاحبان اس رائے کو یوسفؑ پر ایک بہتان قرار دیتے ہوئے ایک نبی سے بعید عمل قرار دیتے ہیں۔ان حضرات کی رائے میں یوسفؑ نے بنیامین کے سامان میں سقایہ بطور ہدیہ رکھا تھا۔ برادرانِ یوسفؑ کے قافلے کی روانگی کے بعد اتفاقاً شاہی عملے نے غلے کا پیمانہ (صواع) گم پایا۔ شاہی کارندوں نے صواع کی اتفاقیہ گم شدگی کے نتیجے میں قافلے کی تلاشی لی۔ جس کے نتیجے میں صواع تو برآمد نہ ہوسکا مگر بنیامین سے سقایہ برآمد ہوگیا، جس کی وجہ سے یوسفؑ نے بنیامین کو اپنے پاس رکھ لیا۔ چنانچہ صواع تو برآمد ہی نہ ہوسکا البتہ شاہی کارندوں نے یوسفؑ کا ہدیہ کردہ پانی پینے کا برتن (سقایہ) بنیامین

سے برآمد کرلیا۔ یہ تمام کاروائی کُلیتاًاللہ تعالیٰ کے حکم سے محض اتفاقیہ طور پر عمل میں آئی،اس سارے عمل میں یوسفؑ کی کوئی تدبیر کرفرمانہیں تھی۔

ذیل میں ہم اختلاف کی دیگر وجوہات اور عوامل سے صرفِ نظر کرتے ہوئے محض سقایہ اور صواع کی تفسیر سے متعلق مولانا وحید الدین خانؒ اور جاوید احمد غامدی صاحب کی تفسیری آرا کا قدیم مفسرین واہل لغت کی آرا کی روشنی میں تقابلی جائزہ پیش کریں گے۔

سورۂ یوسف میں صواع اور سقایہ کا ذکر:

قرآن مجید میں صواع کا ذکر صرف ایک مرتبہ سورہ یوسف میں وارد ہوا ہے:

قَالُوا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ[3]

سقایہ کا ذکر البتہ دو بار ہوا ہے،ایک مرتبہ سورہ توبہ میں جیسا کہ ارشاد ہے:

أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ[4]

دوسری مرتبہ سورہ یوسف میں وارد ہوا ہے:

فَلَمَّا جَهَّزَهُم بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِي رَحْلِ أَخِيهِ[5]

سقایہ اور صواع کی لغوی تحقیق:

سقایہ: سقایہ عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مادّہ 'س-ق-ی' ہے۔ سقایہ دراصل ہر اس برتن کے لیے بولا جاتا ہے جو پینے کے لیے استعمال ہو۔ جیسا کہ لسان العرب میں سقایہ کی تعریف میں ہے:

والسقاية: الإناء يسقى به[6]

ترجمہ: سقایہ وہ برتن ہے کہ جس سے پانی پیا جائے۔

اسی طرح ہر وہ جگہ جہاں پینے کی کوئی شئ رکھی جائے اس پر بھی سقایہ کا اطلاق ہو سکتا ہے:

السقاية الموضع الذي يتخذ فيه الشراب في المواسم وغيرها[7]

ترجمہ: وہ جگہ جہاں تہوار کے موقع پر مشروب رکھا جائے۔

صواع: صواع کا مادّہ 'ص-و-ع' ہے جو 'صاع' سے ہے۔ صاع جیسا کہ معروف ہے ایک پیمانہ ہے۔ لسان العرب میں ہے:

والصاع: مكيال لأهل المدينة يأخذ أربعة أمداد[8]

ترجمہ: صاع اہل مدینہ کا پیمانہ تھا جو چار مد کے برابر تھا۔

اسی طرح ''صُوع، صواع'' وغیرہ الفاظ سب اس برتن کے لیے بھی بولے جاتے ہیں جس سے کچھ پیا جائے، جیسا کہ کہا جاتا ہے:

والصُّواعُ والصِّواعُ والصَّوْعُ والصُّوعُ، كُلُّهُ: إناء يُشْرَبُ فِيهِ[9]

مولانا وحید الدین خانؒ اور جاوید احمد غامدی صاحب کے نزدیک سقایہ اور صواع کی تفسیر:

جمہور مفسرین کے بر خلاف مولانا وحید الدین خانؒ اور غامدی صاحب سقایہ اور صواع کی تفسیر میں اختلاف کرتے ہوئے سقایہ اور صواع دونوں کو علیحدہ اشیا قرار دیتے ہیں۔ ان حضرات کا نکتۂ اعتراض آیت: ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِن وِعَاءِ أَخِيهِ[10] میں 'ھا' ضمیر ہے۔ ان کی رائے میں 'ھا' ضمیر کا مرجع سقایہ ہے، اس لیے کہ سقایہ مؤنث اور صواع مذکر ہے، اس طرح دونوں علیحدہ اشیا ہیں ۔ان کی رائے میں بنیامین کے سامان سے سقایہ ہی برآمد ہوا تھا، آیت: ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِن وِعَاءِ أَخِيهِ[11] میں سقایہ برآمد ہونے کا ذکر ہے، صواع کا ذکر نہیں۔ سقایہ کے لیے مؤنث اور صواع کے مذکر ہونے سے ظاہر ہے کہ سقایہ اور صواع دو علیحدہ اشیا تھیں۔ اس طرح جمہور مفسرین کا سقایہ اور صواع کو ایک ہی شئ سمجھنا درست نہیں۔ مذکورہ رائے رکھنے والوں میں مولانا وحید الدین خانؒ[12]، مولانا امین احسن اصلاحی صاحب اور جاوید احمد غامدی صاحب شامل ہیں[13]۔

یہ حضرات اپنے مذکورہ بالا موقف کی بنیاد چند سوالات پر قائم کرتے ہیں، جن کا حاصل یہ ہے کہ سقایہ اور صواع دو علیحدہ اشیا اس وجہ سے ہیں کہ سقایہ اور صواع لغت عرب میں ہم معنی اشیا کے طور پر مستعمل نہیں ہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ سقایہ مؤنث ہے جبکہ صواع لغوی طور پر صرف مذکر مستعمل ہے، مذکر و مؤنث دونوں طرح مستعمل نہیں۔[14]

مولانا وحید الدین خانؒ کی رائے:

مولانا وحید الدین خانؒ سقایہ اور صواع کو دو علیحدہ اشیا قرار دیتے ہیں، چنانچہ آیت ﴿ فَلَمَّا جَهَّزَهُم بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِي رَحْلِ أَخِيهِ ﴾[15] کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں:

''پھر جب ان کا سامان تیار کرادیا تو اپنے پینے کا پیالہ اپنے بھائی کے اسباب میں رکھ دیا۔''[16]

اسی طرح آیت ﴿ قَالُوا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ ﴾[17] کے ترجمے میں لکھتے ہیں:

''انہوں نے کہا، ہم شاہی پیمانہ نہیں پا رہے ہیں۔''[18]

تاہم، ان کے موقف کی توضیح سورہ یوسف کی آیات 70 تا 76 کے تفسیری نوٹ سے ہوتی ہے، آپ لکھتے ہیں:

''بن یامین کے سامان میں سقایہ رکھا گیا تھا جس کی ضمیر 'ھا' ہے۔ مگر شاہی کارندہ صواع تلاش کر رہا تھا جس کی ضمیر 'ہ' ہے۔ اب تلاش کے بعد کارندہ نے جو چیز برآمد کی اس کے لیے قرآن میں ضمیر ''ھا'' استعمال ہوتی ہے (ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِعَاءِ أَخِيهِ) ضمیر کا یہ فرق بتاتا ہے کہ تلاش کے بعد بن یامین کے سامان سے سقایہ نکلا تھا، نہ کہ صواع''۔[19]

غامدی صاحب کی رائے:

مولانا وحید الدین خانؒ کی طرح غامدی صاحب بھی سقایہ اور صواع کو علیحدہ اشیاء سمجھتے ہیں۔ چنانچہ آیت ﴿ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِن وِعَاءِ أَخِيهِ﴾ میں یوسفؑ کے بھائیوں کی تلاشی اور پیالے کی برآمدگی کے ذکر پر مشتمل کے ترجمے میں سقایہ اور صواع کو علیحدہ ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''پھر (بادشاہ کا پیمانہ تو نہیں ملا، لیکن) اس کے بھای کی خرجی سے اس نے وہ پیالہ برآمد کر لیا (جو یوسفؑ نے رکھا تھا)''۔[20]

مذکورہ بالا ترجمے کے لیے آپ مولانا وحید الدین خانؒ کی ہی دلیل لاتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اس کی دلیل یہ ہے کہ بن یامین کے سامان میں السقایۃ (پیالہ) رکھا گیا تھا جس کے لیے مونث کی ضمیر استعمال ہوئی ہے۔ اس کے برخلاف شاہی کارندے صُوَاعَ الْمَلِكِ (بادشاہ کا پیمانہ) تلاش کر رہے تھے۔ چنانچہ آیت میں دیکھ لیجیے، اس کے لیے مذکر اور جو چیز برآمد کی گئی ہے، اُس کے لیے مونث کی ضمیر آئی ہے۔''[21]

الغرض ان حضرات کے اعتراضات کا حاصل یہ ہے کہ سقایہ اور صواع دو علیحدہ اشیاء اس بنا پر ہیں کہ:

- 'اِستخرجھا' کی مؤنث ضمیر کا مرجع سقایہ ہے۔
- صواع صرف مذکر ہی مستعمل ہے۔
- نیز حضرت یوسفؑ نے بنیامین کو بتائے بغیر پانی پینے کا برتن (سقایہ) از راہِ محبت بنیامین کے سامان میں رکھا تھا۔

اگرچہ مولانا وحید الدین خانؒ اور جاوید احمد غامدی صاحب اپنی رائے کو لغت سے ثابت کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں، تاہم ان حضرات کی تفاسیر میں اس دعوے کی تائید میں اہل لغت کی عبارات سے استشہاد کی کوئی مثال نہیں ملتی۔

ذیل میں ہم جمہور مفسرین اور اہل لغت کی عبارات سے استدلال کرتے ہوئے ان حضرات کے انہی اعتراضات کا تین طرح سے جائزہ پیش کریں گے:

- سقایہ اور صواع اہل لغت اور مفسرین کے یہاں باہم مترادف معنوں میں مستعمل ہیں۔
- صواع اہل لغت اور مفسرین کے نزدیک مذکر اور مؤنث دونوں طرح مستعمل ہے۔
- 'استخرجھا' کی 'ھا' ضمیر کا مرجع صواع ہونے کا بھی احتمال ہے۔

سقایہ اور صواع باہم مترادف الفاظ کے طور پر استعمال:

اہل لغت کی اکثریت سقایہ اور صواع کو باہم مترادف اشیاء کے طور پر ہی دیکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کتب لغات پر نظر ڈالنے سے معلوم تاہے کہ ماہرینِ لغت دونوں الفاظ کو بکثرت ایک دوسرے کے معنوں میں استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ عربی زبان کی

مشہور ترین کتب لغات، لسان العرب و قاموس المحیط وغیرہ نے سقایہ اور صواع کے باہم مترادف معنی ذکر کرتے ہوئے انہیں ایک ہی شئی تک قرار دیا ہے۔ مثلاً:

لسان العرب میں سقایہ اور صواع کو ایک ہی شئی قرار دیا گیا ہے:

السقاية هو الصاع والصواع بعينه[22]

ترجمہ: سقایہ، صاع اور صواع ایک ہی ہیں۔

اسی طرح صواع کے بارے میں ہے:

إناء يشرب فيه، مذكر[23]

ترجمہ: وہ برتن ہے کہ جس میں کوئی شئی پی جائے اور یہ (لغت کے اعتبار سے) مذکر ہے۔

اسی طرح بیان ہے:

هو الإناء الذي كان الملك يشرب منه[24]

ترجمہ: وہ برتن ہے کہ جس سے بادشاہ پیا کرتے تھے۔

مختار الصحاح میں ہے:

و (الصواع) لغة في الصاع وقيل هو إناء يشرب فيه[25]

اسی طرح مقاییس اللغۃ میں ہے:

والسقاية: الصواع، وفي قوله جل وعز: {جعل السقاية في رحل أخيه} [يوسف: 70] ، وهو الذي كان يشرب فيه الملك[26]

ترجمہ: آیت، جعل السقایۃ۔۔۔ الخ میں سقایہ سے مراد صواع ہی ہے، اسی کو بادشاہ پینے کے برتن کے طور پر استعمال کرتے تھے۔

عربی اشعار سے استشہاد:

صواع اور سقایہ کے باہم مترادف ہونے کی تائید بعض اشعار سے بھی ہوتی ہے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے تھے کہ ہر وہ برتن جو پینے کے لیے استعمال کیا جائے وہ صواع ہے، اس کی دلیل وہ آپؓ یہ شعر پڑھتے تھے:

نشرب الإثم بالصواع جهارا ... وترى المسك بيننا مستعارا[27]

صواع کے مذکر و مؤنث دونوں طرح مستعمل ہونے سے متعلق نحویین کی آرا:

جدید مفسرین کی جانب سے سقایہ اور صواع کو علیحدہ اشیا ثابت کرنے کی ایک دلیل یہ دی جاتی ہے کہ صواع صرف مذکر مستعمل ہے، مذکر اور مؤنث دونوں طرح مستعمل نہیں، جیسا کہ اکثر مفسرین واہل لغت کی رائے ہے۔ ذیل میں اسی شبہے کا تجزیہ اہل لغت کی عبارات کی روشنی میں کرنے کی کوشش گئی ہے۔

سورہ یوسفؑ میں سقایہ اور صواع مترادف معنوں میں ہی استعمال ہوئے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ آیت ﴿ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِن وِعَاءِ أَخِيهِ﴾ میں مؤنث ضمیر سقایہ اور صواع دونوں کے لیے استعمال ہونے کا احتمال ہے[28]۔ اسی کی مزید توضیح کے لیے ذیل میں ہم تین مشہور نحویین، یعنی امام اخفشؒ، سعید بن احمد التستری اور ابو بکر الأنباری کی آراء نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

امام اخفشؒ کی رائے:

الصواع "مذكر، ومنهم من يؤنث "الصواع "و"عنى "ها هنا "السقاية "وهي مؤنثة. وهما اسمان لواحد مثل "الثوب "و"الملحفة "مذكر ومؤنث لشيء واحد[29]

ترجمہ: صواع مذکر ہے اور بعض لوگ اسے مؤنث بھی استعمال کرتے ہیں، اور (ثم استخرجها من وعاء أخیه) میں سقایہ مراد ہے جو مؤنث ہے۔ یہ دونوں ایک ہی شئی کے نام ہیں جیسا کہ کپڑا اور اوڑھنی مذکر و مؤنث مگر ایک ہی شئی کے دو نام ہیں۔

سعید بن احمد التستری کی رائے:

الصّاعُ: تؤنثه أهل الحجاز، وتجمعه ثلاث أصوع مثل أكلُبٍ وأشهر والكثير الصيعان. وأسد وأهل نجد يذكرونه ويجمعونه ثلاثة أصواع، وربما أنثه بعض بني أسد؛ هذا قول الفراء. وقال غيره: تذكيره أفصح عند العلماء. وقد يقال له صواع ويؤنث ويذكر وتذكيره أجود، وإذا أنث عنى به السقاية[30]

تستری کہتے ہیں صاع کو صواع بھی کہہ دیا جاتا ہے، اور اسے مذکر و مؤنث دونوں طرح استعمال کیا جاتا ہے، اگرچہ اس کا مذکر استعمال کرنا بہتر ہے تاہم جب اسے مؤنث استعمال کیا جائے تو اس سے سقایہ ہی مراد ہوتا ہے۔ حاصل یہ کہ سقایہ اور صواع کو باہم مترادف سمجھنا خود نحویین کے یہاں معروف رائے ہے۔

ابو بکر الأنباري کی رائے:

انباری نقل کرتے ہیں کہ بعض لوگوں کے نزدیک صواع مذکر و مؤنث دونوں استعمال ہوتا ہے۔ تاہم ابو عبید کے نزدیک صواع کے اسم میں تو تذکیر و تانیث جمع نہیں لیکن سورہ یوسف میں اس سے تذکیر و تانیث دونوں معنی مراد اس لیے ہیں کہ یہاں اس کے لیے دو اسم استعمال کیے گئے ہیں۔ صواع اس کا مذکر اسم اور سقایہ اس کا مؤنث اسم ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے خوان، مائدۃ، سنان اور رمح کے الفاظ ہیں جو ہم معنی مگر ہر دو میں سے ایک مذکر دوسرا مؤنث ہے۔[31]

صواع اور سقایہ کے متعلق مفسرین کی آرا:

اہل لغت کی طرح مفسرین کے یہاں بھی سقایہ اور صواع کی تفسیر باہم مترادف اشیاء سے ہی کی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لگ بھگ تمام قدیم مفسرین کے یہاں سقایہ کو ہی صواع کا مصداق ثابت کرتے ہوئے دونوں کو ایک ہی شئ قرار دیا گیا ہے۔ اسی امر کی مزید توضیح کے لیے ذیل میں سقایہ اور صواع کے بارمیں مفسرین کی آرا پیش کی جاتی ہیں۔

سقایہ کے بارے میں مفسرین کی آرا: تفسیر طبری میں سقایہ پینے اور ماپنے، دونوں کا برتن قرار دیا گیا ہے:

والسقاية هي المشربة، وهى الإناء الذي كان يشرب فيه الملك، ويكيل به الطعام.[32]

ترجمہ: سقایہ پینے کا برتن ہے جس سے بادشاہ پانی پیتے اور اسی سے غلہ بھی ناپا جاتا تھا۔

جبکہ مفردات القرآن میں سقایہ کو ہی صواع کہا گیا ہے:

فهو المسمّى صواع الملك، فتسميته السِّقَايَةَ تنبيها أنه يسقى به، وتسميته صواعا أنه يكال به[33]

ترجمہ: اسی (سقایہ) کو بادشاہ کا پیمانہ کہا گیا ہے، اور سقایہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس سے پانی پیا جاتا تھا، اور صواع اس لیے کہا گیا کہ اس سے پیائش بھی کی جاتی تھی۔

سقایہ کی تحقیق میں ابن عاشورؒ فرماتے ہیں:

إناء كبير يسقى به الماء والخمر[34]

بڑا برتن جس سے پانی و شراب پیا جاتا۔

السقاية هي مشربة يُسقى بها وهي الصواع قيل كان يسقي بها الملك ثم جعلت صاعاً يكال به لعزة الطعام وكان يشبه الطاس من فضة أو ذهب[35]

ترجمہ: سقایہ پینے کا برتن ہے، یہی صواع ہے۔ کہا گیا کہ بادشاہ اسی سے پیتا تھا، پھر اسی کو صاع بنا دیا گیا۔ تاکہ غلے کی تکریم ہو، یہ پیالے سے مشابہ تھا جو سونے یا چاندی کا بنا تھا۔

مشربة من فضّة مرصّعة بالجواهر، جعلها يوسف مكيلا لئلّا يكال بغيرها وكان يشرب بها، سعيد بن جبير: هو [المقياس] الذي يلتقي طرفاه وكان يشرب بها الأعاجم وكان للعباس منها واحدة في الجاهلية، والسقاية والصواع واحد[36]

ترجمہ: پینے کا برتن تھا جو جواہرات سے مرصع تھا۔ یوسفؑ نے اسے پیمانہ بنایا تاکہ اس کے بغیر غلہ تولا نہ جا سکے، اور وہ اسی سے پیا بھی کرتے تھے۔ سعید بن جبیر فرماتے ہیں یہ پیمانہ تھا جس کے کنارے باہم ملے ہوئے تھے اور اس سے عجمی لوگ پیا کرتے تھے۔ زمانہ جاہلیت میں عباسؓ کے پاس بھی ایسا برتن تھا، سقایہ اور صواع ایک ہی ہے۔

صواع کی تفسیر میں آرا: سقایہ کی طرح صواع کی تفسیر میں بھی مفسرین نے صواع کو ہی سقایہ ہی قرار دیا ہے، جیسا کہ تفسیر طبری میں ہے:

الصواع والسقاية سواء، هو الإناء الذي يشرب فيه[37]

ترجمہ: حسنؒ (بصری) فرماتے صواع اور سقایہ ایک ہی برتن ہے جس سے پانی پیا جاتا تھا۔

اسی طرح آیت (قَالُوا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ[38]) کی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے:

وهي السقاية التي كان يشرب فيها الملك، يعني مكوكه[39]

یہ پینے کا برتن یعنی پیالہ تھا جس سے بادشاہ پیا کرتے تھے۔

اسی طرح مفردات القرآن میں ہے:

كان إناء يشرب به ويكال به، ويقال له: الصاع، ويذكر ويؤنث[40]

یہ پینے اور پیمائش کا برتن تھا اور اسے صاع بھی کہا جاتا، یہ مذکر و مونث دونوں طرح مستمل ہے۔

اسی طرح صواع کے بارے میں ابن عاشورؒ فرماتے ہیں:

والصواع: لغة في الصاع، وهو وعاء للكيل يقدر بوزن رطل وربع أو وثلث[41]

ترجمہ: صواع صاع ہی سے ہے جو پیمائش کا برتن ہے جس سے رطل، چوتھائی یا ثلث وغیرہ کی پیمائش کی جاتی۔

خلاصہ یہ کہ مندرجہ بالا عبارات سے واضح ہے کہ اکثر مفسرین و اہل لغت کے نزدیک سقایہ اور صواع دونوں کا مصداق ایک ہی شئ ہے۔ سقایہ شاہی پیالہ تھا جو پیمائش کے پیمانے کے طور پر بھی استعمال ہوتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ روایتی مفسرین کی اکثریت سورۂ یوسف کی زیر بحث آیات میں سقایہ اور صواع کے ایک ہی شئ ہونے کا موقف رکھتی ہے۔

'ھا' ضمیر کے مرجع کے بارے میں مفسرین کی آرا:

جدید مفسرین کی جانب سے سقایہ اور صواع کو علیحدہ اشیاء ثابت کرنے کی دلیل یہ پیش کی گئی ہے کہ آیت ﴿ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِن وِعَاءِ أَخِيهِ﴾ میں 'ھا' ضمیر سقایہ کی طرف لوٹ رہی ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ صواع مذکر ہے جو مؤنث مستعمل نہیں لہذا 'ھا' ضمیر کا مرجع سقایہ ہی متعین ہوگا۔ تاہم جیسا کہ گزشتہ سطور میں صواع کا مذکر و مؤنث دونوں طرح مستعمل ہونا ثابت ہو چکا ہے، اس تناظر میں آیت ﴿ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِن وِعَاءِ أَخِيهِ﴾ میں مؤنث ضمیر کا سقایہ اور صواع دونوں کے لیے استعمال ہونے کا احتمال ہے[42]۔ یہی وجہ ہے کہ بعض مفسرین بھی اہل لغت کی آرا کی روشنی میں صواع کو ہی مؤنث ضمیر کا مرجع سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ ذیل میں مفسرین کی عبارات میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

تفسیر طبری: واختلف أهل العربية في الهاء والألف اللتين في قوله ﴿ثم استخرجها من وعاء أخيه﴾. فقال بعض نحويي البصرة: هي من ذكر الصواع، قال: وأنث- وقد قال: ﴿ولمن جاء به حمل بعير﴾؛ لأنه عنى الصواع، قال: والصواع مذكر، ومنهم من يؤنث الصواع، وعنى هاهنا السقاية، وهى مؤنثة وقال آخر منهم: إنما أنث الصواع حين أنث؛ لأنه أريدت به السقاية، وذكر حين ذكر؛ لأنه أريد به الصواع. قال: وذلك مثل الخوان والمائدة، وسنان الرمح وعاليته، وما أشبه ذلك من الشيء الذي يجتمع فيه اسمان؛ أحدهما مذكر، والآخر مؤنث[43]

ترجمہ: آیت ﴿ثم استخرجها من وعاء أخيه﴾ میں ھا ضمیر کے بارے میں اہل عرب کا اختلاف ہے۔ بعض بصری نحویین کی رائے میں اس سے صواع مراد ہے، وہ صواع کو مؤنث کہتے ہیں۔ اسی طرح بعض حضرات کی رائے میں جب صواع سے مراد سقایہ ہو تو صواع مؤنث استعمال کیا جاتا ہے اور جب اسے مذکر استعمال کیا جائے تو اس سے مراد صواع ہی ہوتا ہے۔ کہا گیا اس کی مثا خوان اور مائدۃ، سنان اور رمح وغیرہ کی سی ہے۔

تفسیر نسفی: ﴿ثُمَّ استخرجها﴾ أي الصواع ﴿مِن وِعَاء أَخِيهِ﴾ ذكر ضمير الصواع مرات ثم أنثه لأن التأنيث يرجع إلى السقاية أو لأن الصواع يذكر ويؤنث[44]

ترجمہ: ﴿ثُمَّ استخرجها﴾ یعنی صواع ﴿مِن وِعَاء أَخِيهِ﴾ صواع کی ضمیر دو بار ذکر کی گئی پھر اسے مؤنث استعمال کیا گیا، اس لیے کہ تانیث کی وجہ سے یہ سقایہ کی طرف لوٹے گی، یا اس لیے کہ صواع مذکر و مؤنث دونوں طرح مستعمل ہے۔

تفسیر بحر محیط: وَأَنَّثَ فِي قَوْلِهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا عَلَى مَعْنَى السِّقَايَةِ، أَوْ لِكَوْنِ الصُّوَاعِ يُذَكَّرُ وَيُؤَنَّثُ. وَقَالَ أَبُو عُبَيْدٍ: يُؤَنَّثُ الصُّوَاعُ مِنْ حَيْثُ سُمِّيَ سِقَايَةً، وَيُذَكَّرُ مِنْ حَيْثُ هُوَ صَاعٌ[45]

ترجمہ: پھر آیت: ثم استخرجھا میں مؤنث کی ضمیر سقایہ کے معنی میں، یا اس لیے ہ صواع مذکر و مؤنث دونوں طرح مستعمل ہے۔ ابو عبیدۃ کہتے ہیں: جب صواع سے سقایہ مراد ہو تو صواع مؤنث استعمال ہوتا ہے اور اسے مذکر استعمال کرتے ہیں جب اسے صاع کے معنی میں استعمال کرنا ہو۔

خلاصہ کلام:

مندرجہ بالا سطور میں اہل لغت اور مفسرین کی آرا یہ واضح کرنے کے لیے کافی ہیں کہ نہ صرف لغت میں سقایہ اور صواع باہم مترادف معنوں میں استعمال ہوتے ہیں، بلکہ سورۂ یوسف میں بھی یہ دونوں الفاظ باہم مترادف معنوں میں ہی مستعمل ہیں۔ نیز جمہور مفسرین اور اہل لغت کے نزدیک صواع مذکر و مؤنث دونوں طرح مستعمل ہے، جس وجہ سے استخرجھا کی 'ھا' ضمیر کا مرجع سقایہ اور صواع دونوں ہی ہونے کا احتمال ہے۔ اسی طرح یہ بھی واضح ہے کہ جمہور مفسرین و اہل لغت کے نزدیک لفظ صواع پیالے اور پیمانے دونوں کے لیے مشترک لفظ ہے جو ہر دو معنوں میں مستعمل ہے۔ چنانچہ بجا طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ سورۂ یوسف میں سقایہ اور صواع کے الفاظ ایک ہی شئ کے لیے استعمال ہوئے ہیں۔

مزید یہ کہ سورۂ یوسف میں سقایہ اور صواع کا مترادف معنوں میں استعمال ہونا مفسرین و اہل لغت کی اکثریت کے نزدیک تسلیم شدہ امر ہے اور اس معاملے میں جمہور مفسرین و اہل لغت میں اتفاق ہے۔ مولانا وحید الدین خانؒ اور جاوید احمد غامدی صاحب اگرچہ اس معاملے میں اہل لغت کے اختلاف کا ذکر کرتے ہیں تاہم ان کے یہاں اس بارے اہل لغت کی عبارات سے استشہاد کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ اس تناظر میں یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ سورہ یوسف میں مذکور سقایہ اور صواع کو دو علیحدہ اشیا کہنا محض ان دو حضرات کی اجتہادی تعبیر قرار دیا جا سکتا ہے، جس کی تائید جمہور مفسرین و اہل لغت کی عبارات سے نہیں ہوتی۔ اس

لیے کہ تفسیر لغوی تفسیر بالرائے ہی کی قسم ہے جو نقل واستدلال کے مابین متنازع ہے۔ چونکہ تفسیر لغوی میں معانی کے ایک یا ایک سے زائد احتمالات ہوں گے۔ اگر معنی میں ایک سے زائد احتمالات ہوں تو ایسی تفسیر مبنی بر اجتہاد ہو گی جو تفسیر بالرائے ہی کی قسم ہے۔ اگر تفسیر لغوی سے حاصل شدہ معنی میں ایک ہی احتمال ہو تو یہ تفسیر کے نقلی مصادر کے مشابہہ ہو گی، یہ حالت اجماع سے ملتی جلتی ہے جس میں ایک معنی پر اتفاق کے لیے ایک سے زائد مفسرین کا اس تفسیر پر اتفاق ضروری ہو گا۔[46] حاصل یہ کہ سقایہ اور صواع کی تفسیر میں اگر مولانا وحید الدین خانؒ اور جاوید احمد غامدی صاحب کی رائے درست تسلیم کر لی جائے تو اسے ان حضرات اجتہادی رائے یا تفرد ہی قرار دیا جا سکتا ہے، جس سے جمہور مفسرین و اہل لغت کی آرا پر کوئی حکم نہیں لگایا جا سکتا۔

لغوی نقطۂ نظر سے ہٹ کر بھی یوسفؑ کا اپنے اختیار سے سقایہ رکھوانے کے بعد سرکاری کارندوں کی جانب سے بن یامین کو گرفتار کرنے پر کوئی رد عمل نہ دینا سمجھ سے بالاتر معلوم ہوتا ہے، نیز اس صورت میں درج ذیل سوالات بھی پیدا ہوتے ہیں:

- یوسفؑ نے بلا وجہ بن یامین کو حراست میں لیا ہی کیوں جب سقایہ خود انہوں نے بطور ہدیہ رکھوایا تھا؟
- کیا یوسفؑ اس قدر کمزور اختیار کے مالک تھے کہ اپنے عملے کو غلطی پر بھی تنبیہ کی قدرت نہ رکھتے تھے؟
- یوسفؑ نے اپنے بھائیوں اور والد یعقوبؑ کو بلا کسی خدائی حکم کے اس قدر تکلیف میں کیوں ڈالا؟
- کیا اخلاقی یا شرعی طور پر وہ اپنے اہل خانہ کو ایسی تکلیف میں مبتلا کرنے کے مجاز تھے؟

مذکورہ بالا اور اس جیسے دیگر سوالات پر غور و فکر کیا جائے تو یوسفؑ و بن یامین کے اس قصے میں الوہی راہنمائی کو نظر انداز کرنا مشکل ہوتا چلا جاتا ہے۔ اس طرح یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ مذکورہ واقعے کے روایتی تفسیری موقف اختیار کرنا ناگزیر ہو جاتا ہے۔

حوالہ جات

[1] الیوسف 03:12

[2] ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، کتاب فضائل القرآن عن رسول اللہ ﷺ، باب ما جاء في فضل القرآن، (بیروت: دار الغرب الاسلامی، 1996ء)، ج5، ص29، رقم: 2906

Abū ʿĪsā Muḥammad ibn ʿĪsā al-Tirmidhī, *Jāmiʿ al-Tirmidhī*, Kitāb Faḍāʾil al-Qurʾān ʿan Rasūl Allāh, Bāb Mā Jāʾa fī Faḍl al-Qurʾān (Beirut: Dār al-Gharb al-Islāmī, 1996), 5:29, no. 2906

[3] الیوسف 72:12

Al-Yūsuf, 12:72

[4] التوبۃ19:9

Al-Tawbah, 9:19

[5] الیوسف70:12

Al-Yūsuf, 12:70

[6] اُبن منظور، اُبوالفضل جمال الدین، لسان العرب (بیروت: دار صادر، 1414ھ)، 391:14

Ibn Manẓūr, Abū al-Faḍl Jamāl al-Dīn. Lisān al-ʿArab (Beirut: Dār Ṣādir, 1414 AH), 14: 391

[7] ایضاً

Ibid

[8] ابن منظور، لسان العرب، 215/8

Ibn Manẓūr, Lisān al-ʿArab, 8: 215.

[9] ایضاً؛ فیروز آبادی، اُبو طاہر محمد بن یعقوب، قاموس المحیط (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 2005ء)، 739

Ibid.; Fīrūzābādī, Abū Ṭāhir Muḥammad ibn Yaʿqūb, Qāmūs al-Muḥīṭ (Beirut: Muʾassasat al-Risālah, 2005), 739

[10] الیوسف76:12

Al-Yūsuf, 12:76

[11] ایضاً

Ibid

[12] خان، وحید الدین، تذکیر القرآن، (دہلی: گڈورڈ بکس، 2011ء)، 625:3

Khan, Waḥīd al-Dīn, Tadkhīr al-Qurʾān (Delhi: Goodword Books, 2011), 3: 625.

[13] سقایہ اور صواع کی مذکورہ تفسیر تین حضرات سے منقول ہے، جن میں مولانا اختر احسن اصلاحیؒ اور جاوید احمد غامدی صاحب شامل ہیں، ملاحظہ ہو: ظلی، ڈاکٹر اشتیاق احمد، ڈاکٹر اشتیاق احمد ظلی کا نامی گرامہ، سہ ماہی تدبر (لاہور: ادارہ تدبر قرآن وحدیث، اپریل تا جون 2025ء) شمارہ 100، 138-136؛ غامدی، جاوید احمد، البیان، (لاہور: المورد، 2018ء)، 556:2

Ẓillī, Dr. Ishtiyāq Aḥmad, Dr. Ishtiyāq Aḥmad Ẓillī kā Nāmī Girāmā, Sah Māhī Tadabbur (Lahore: Idārah Tadabbur Qurʾān wa Ḥadīth, April-June 2025), Issue 100, 138-136; Ghāmidī, Jāvid Aḥmad, Al-Bayān (Lahore: Al-Mawrid, 2018), 2: 556.

[14] ندوی، جلیل احسن، نقوش وتاثرات (اعظم گڑھ: ادارہ علمیہ 1410ھ)، 20-25

Nadwī, Jalīl Aḥsan, Nuqūsh wa Taʾthīrāt (Azamgarh: Idārah ʿIlmiyah, 1410 AH), 20-25.

[15] الیوسف70:12

Al-Yūsuf, 12:70

[16] خان، وحید الدین، تذکیر القرآن، (دہلی: گڈورڈ بکس، 2011ء)، 623:3

Khan, Waḥīd al-Dīn, Tadkhīr al-Qurʾān (Delhi: Goodword Books, 2011), 3: 623

[17] الیوسف72:12

Al-Yūsuf, 12:72

[18] خان، وحید الدین، تذکیر القرآن، 624/3

Khan, Waḥīd al-Dīn, Tadkhīr al-Qurʾān, 3: 624.

[19] خان، وحید الدین، تذکیر القرآن، 625/3

Khan, Waḥīd al-Dīn, Tadkhīr al-Qurʾān, 3: 625.

[20] غامدی، جاوید احمد، البیان، (لاہور: المورد، 2018ء)556:2

Ghāmidī, Jāvid Aḥmad, Al-Bayān (Lahore: Al-Mawrid, 2018), 2: 556.

[21] ایضاً

Ibid

[22] ابن منظور، لسان العرب، 392:14

Ibn Manẓūr, Lisān al-ʿArab, 14: 392.

[23] ابن منظور، لسان العرب، 215/8

Ibn Manẓūr, Lisān al-ʿArab, 8: 215.

[24] ایضاً

Ibid

[25] رازي، زین الدین أبو عبداللہ محمد بن أبو بکر، مختار الصحاح (بیروت: مکتبۃ العصریۃ، 199ء)180

Rāzī, Zayn al-Dīn Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Abī Bakr, Mukhtār al-Ṣiḥāḥ (Beirut: Maktabat al-ʿAṣrīyah, 199), 180.

[26] القزوینی، أحمد بن فارس بن زکریا، مقاییس اللغۃ (بیروت: دار الفکر، 1979ء)، 85:3

Al-Qazwīnī, Aḥmad ibn Fāris ibn Zakariyyā, Maqāyīs al-Lughah (Beirut: Dār al-Fikr, 1979), 3: 85.

[27] ابن منظور، لسان العرب، 7/12؛ القرطبی، ابو عبداللہ محمد بن احمد، الجامع لأحکام القرآن (القاہرۃ: دار لکتب المصریۃ، 1964)229:9

Ibn Manẓūr, Lisān al-ʿArab, 12: 7; al-Qurṭubī, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Aḥmad, al-Jāmiʿ li-Aḥkām al-Qurʾān (Cairo: Dār al-Kutub al-Miṣrīyah, 1964), 9: 229.

28 الزجاج، أبراهيم بن سري بن سهل، معاني القرآن (بيروت: عالم الكتب، 1988ء)، 122:3

Al-Zajjāj, Ibrāhīm ibn Sarī ibn Sahl, Maʿānī al-Qurʾān (Beirut: ʿĀlam al-Kutub, 1988), 3: 122.

29 الأخفش، أبو الحسن المجاشعي، كتاب معاني القرآن للأخفش (قاهرة: مكتبة الخانجي، 1990ء)، 399:1

Al-Akhfash, Abū al-Ḥasan al-Mujāshiʿī, Kitāb Maʿānī al-Qurʾān li-al-Akhfash (Cairo: Maktabat al-Khānjī, 1990), 1: 399.

30 التستري، سعيد بن ابراهيم، المذكر والمؤنث، 6

Al-Tustarī, Saʿīd ibn Ibrāhīm, al-Mudhakkir wa al-Muʾannath, 6.

31 الأنباري، أبو بكر محمد بن القاسم بن محمد، المذكر والمؤنث (مصر: المجلس الأعلى للشؤون الإسلامية-لجنة إحياء التراث، 1981ء)، 482:1

Al-Anbārī, Abū Bakr Muḥammad ibn al-Qāsim ibn Muḥammad, al-Mudhakkir wa al-Muʾannath (Egypt: al-Majlis al-Aʿlā li-al-Shuʾūn al-Islāmīyah - Lajnat Iḥyāʾ al-Turāth, 1981), 1: 482.

32 الطبري، أبو جعفر محمد بن جرير، تفسير الطبري (قاهرة: دار هجر، 2001ء)، 244:13

Al-Ṭabarī, Abū Jaʿfar Muḥammad ibn Jarīr, Tafsīr al-Ṭabarī (Cairo: Dār Hajar, 2001), 13: 244.

33 إصفهاني، أبو القاسم الحسين بن محمد، المفردات في غريب القرآن (بيروت: دار القلم، 1412ھ)، 416

Iṣfahānī, Abū al-Qāsim al-Ḥusayn ibn Muḥammad, al-Mufradāt fī Gharīb al-Qurʾān (Beirut: Dār al-Qalam, 1412 AH), 416.

34 ابن عاشور، محمد الطاهر، التحرير والتنوير (تيونس: دار التونسية للنشر، 1984)، 27:13

Ibn ʿĀshūr, Muḥammad al-Ṭāhir, al-Taḥrīr wa al-Tanwīr (Tunis: Dār al-Tūnisīyah li-al-Nashr, 1984), 13: 27.

35 النسفي، حافظ الدين أبو البركات، تفسير نسفي (بيروت: دار الكلم الطيب، 1998ء)2: 125

Al-Nasafī, Ḥāfiẓ al-Dīn Abū al-Barakāt, Tafsīr Nasafī (Beirut: Dār al-Kalim al-Ṭayyib, 1998), 2: 125

36 الثعلبي، أحمد بن إبراهيم، الكشف والبيان (بيروت: دار إحياء التراث العربي، 2002ء)، 239:5

Al-Thaʿlabī, Aḥmad ibn Ibrāhīm, al-Kashf wa al-Bayān (Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 2002), 5: 239.

37 الطبري، أبو جعفر، تفسير الطبري، 245/13

Al-Ṭabarī, Abū Jaʿfar, Tafsīr al-Ṭabarī, 13: 245.

38 يوسف 72:12

Yūsuf, 12:72

[39]الطبری، أبو جعفر، تفسیر الطبري، 246/13

Al-Ṭabarī, Abū Jaʿfar, Tafsīr al-Ṭabarī, 13: 246.

[40]اصفهاني، أبوالقاسم، المفردات في غريب القرآن، 499

Iṣfahānī, Abū al-Qāsim, al-Mufradāt fī Gharīb al-Qurʾān, 499.

[41] ابن عاشور، محمد بن طاهر، التحرير والتنوير، 27/13

Ibn ʿĀshūr, Muḥammad ibn Ṭāhir, al-Taḥrīr wa al-Tanwīr, 13: 27.

[42] الزجاج، أبراهيم، معانی القرآن، 122/3

Al-Zajjāj, Ibrāhīm, Maʿānī al-Qurʾān, 3: 122.

[43] الطبري، أبو جعفر، تفسیر طبری، 262/13

Al-Ṭabarī, Abū Jaʿfar, Tafsīr Ṭabarī, 13: 262.

[44] النسفي، حافظ الدين، تفسير النسفي، 126/2

Al-Nasafī, Ḥāfiẓ al-Dīn, Tafsīr al-Nasafī, 2: 126.

[45] ابي حيان الأندلسي، محمد بن يوسف، البحر المحيط (بيروت: دار الفكر، 1420ھ)، 306:6

Abū Ḥayyān al-Andalusī, Muḥammad ibn Yūsuf, al-Baḥr al-Muḥīṭ (Beirut: Dār al-Fikr, 1420 AH), 6: 306.

[46] الطیار، مساعد بن سلیمان بن ناصر، التفسير اللغوی للقرآن الكريم (دمام: دار ابن الجوزی، 1432ھ)، 63

Al-Ṭayyār, Musāʿid ibn Sulaymān ibn Nāṣir, al-Tafsīr al-Lughawī li-al-Qurʾān al-Karīm (Dammam: Dār Ibn al-Jawzī, 1432 AH), 63.